ارشادات شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

عزیز بھائیو! جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ سب ہمارے اعمالنامہ میں لکھا جا رہا ہے اور قیامت کے دن ہر چیز سامنے آجائیگی اور غالب پر فیصلہ ہوگا۔ اگر نیک عمل غالب ہوئے تو بہشت میں جانا ہوگا اور اگر خدانخواستہ بُرے غالب ہوئے تو دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اللّٰھم اغفرلنا و لجمیع المسلمین۔

یہ بھی یاد رہے کہ شفاعت بھی تب ہوگی۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم راضی ہوں گے اور آپؐ انہیں لوگوں سے راضی ہوں گے جو آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے میں کوشاں رہیں اور دانستہ اتباعِ محمدیؐ سے گریز نہ کریں۔

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عُبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر
مجاہد الحسینی
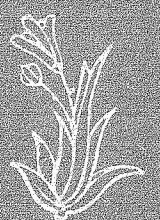
ہدیہ ۳۵ پیسے

۲۶ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ
۲۳ اپریل ۱۹۷۱ء

مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے

◎ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا ◎ فتنے

نیک آدمی رخصت ہو جائینگے ردی رہ جائینگے

عَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْھَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَ تَبْقٰی حُفَالَۃٌ کَحُفَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا یُبَالِیْھِمُ اللّٰہُ بَالَۃً ۔ (رواہ البخاری)

حضرت مرداس الاسلمیؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے یکے بعد دیگرے رخصت ہو جائیں گے اور ایسے ردی رہ جائیں گے جس طرح جَو اور کھجور میں سے ردی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِھْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَأَیْتَکُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَھَبٍ تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ ۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب و انذر عشیرتک الاقربین آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ پھر آپ نے قریش کے مختلف بطنوں کو بلانا شروع کیا کہ اے بنی فہر اے بنی عدی! یہاں تک کہ سب اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ بتلاؤ تو سہی اگر میں تمہیں خبر دوں کہ ایک لشکر اس وادی سے آ رہا ہے جو تمہیں لوٹنا چاہتا ہے کیا تم اس بات کو سچا مان لوگے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ ہم نے آپ کے متعلق سوائے سچ بولنے کے اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں ڈرانے والا ہوں سخت عذاب آنے والے سے پہلے۔ تب ابولہب نے کہا ہلاکت ہو تمہیں تمام ایام میں۔ آیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس پر تبت یدا ابی لہب و تب نازل ہوئی۔

فتنے

عَنْ حُذَیْفَۃَؓ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَ نَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ قَدْ عَلِمَہٗ اَصْحَابِیْ ھٰؤُلَآءِ وَ اِنَّہٗ لَیَکُوْنُ مِنْہُ الشَّیْءُ قَدْ نَسِیْتُہٗ فَاَرَاہُ فَاَذْکُرُہٗ کَمَا یَذْکُرُ الرَّجُلُ وَجْہَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْہُ ثُمَّ اِذَا رَاٰہُ عَرَفَہٗ ۔ (متفق علیہ)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اس جگہ کھڑے ہو کر قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بیان فرما دیا۔ جس نے اسے یاد رکھا تو یاد رکھا اور جس نے اسے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ میرے یہ ساتھی اسے جانتے ہیں البتہ مجھے کوئی چیز اس وعظ کی بھول جاتی ہے تو جب وہ واقعہ سامنے آتا ہے پھر مجھے وہ بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے جس طرح کوئی شخص کسی کا چہرہ اسے غیر حاضر ہونے کی صورت میں یاد رکھتا ہے پھر جب اسے دیکھتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کا اتباع

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَھُوْدَ وَ النَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابی سعید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی تابعداری کرو گے بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ پورے اترو گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گوہ کے بل میں گھسا تو تم بھی گھسو گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا اور کون ہو سکتا ہے۔

اس پیش گوئی کی صداقت آج دنیا میں موجود ہے کہ مسلمانوں کے اندر تقریباً وہ تمام امراض بلکہ [illegible] شرک و کفر کے آچکے ہیں جو یہود و نصاریٰ میں موجود تھے۔ قرآن مجید میں اہل کتاب کے امراض پڑھتے جائیے مسلمانوں میں غور کر کے دیکھیے (حضرت شیخ التفسیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۶ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ
۲۳ اپریل ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶
شمارہ ۴۶

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

سعودی عرب میں برفباری پر تعجب؟

سعودی عرب کے ریگزاروں میں موسم غیر معمولی تغیر کی اطلاع ملی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ یہاں پر حیرت انگیز طور پر برف باری ہوئی اور جنوب مغربی علاقہ کے شہر الباہا میں پانچ فٹ برفباری کی وجہ سے متعدد علاقوں کی سڑکیں بند ہو گئیں۔

سعودی عرب جیسے آتش فشاں علاقے اور تپتے صحراؤں میں برفباری کی اطلاع ہمارے لیے قطعاً حیرت و استعجاب کا موجب نہیں۔ کیونکہ اس سرزمین مقدس میں رونما ہونے والے تمام واقعات ہی انسانی عقل و فکر کے مکمل احاطے اور ادراک سے باہر ہیں۔ کیا دنیا کا کوئی شخص یہ تصور کر سکتا تھا کہ سرزمین عرب کے بدو اور چرواہے قیصر و کسریٰ کے تاجدار بن جائیں گے۔ اور یہ سرزمین مقدس پوری دنیا کا مرکز و محور بن جائے گی اور صحرائے عرب سرسبز و شاداب باغات، اور جدید ترین وضع کی بلند و بالا خوبصورت عمارتوں میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور وہاں کے باشندوں کے لیے مال و دولت کی نہریں جاری ہو جائیں گی۔

اس سرزمین مقدس میں آج جو بھی حالات رونما ہو رہے ہیں اور واقعات ظہور پذیر ہیں ان پر حیرت و استعجاب کی بجائے اس کی فکر اور دعا کرنی چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ سرزمین مقدس کو طاغوتی طاقتوں کی ناپاک ریشہ دوانیوں اور یہود و نصاریٰ کی دست برد سے محفوظ رکھے۔ اور یہ سرزمین جس طرح کسی زمانہ میں اسلام کے حیرت انگیز انقلاب کا مرکز و محور تھی اسی طرح آج دنیائے اسلام کے لیے پھر مرجع و ماویٰ بن جائے۔

باقی رہا موسم کی تبدیلی، اور حالات کے انقلاب و تغیر کا مسئلہ۔ اس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے سپرد ہے۔ وہی موسموں میں تبدیلی پیدا کر کے گرم اور سرد ہوائیں چلاتا ہے اور وہی گرم علاقوں میں برفباری اور سرد علاقوں میں آتش فشاں لوئیں چلا کے انسانوں کو اپنی قدرت کاملہ کے کرشمے دکھانے کا سامان فراہم کرتا ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو روز روشن کو رات کی تاریکی میں تبدیل کرتی ہے۔ درخشندہ آفتاب کو گھٹا ٹوپ اندھیاروں میں غروب کر دیتی ہے۔

وہ اللہ کی ذات ہے کہ قید و بند میں محبوس یوسف علیہ السلام کو تخت شاہی پر متمکن کر دیتی ہے اور بڑے بڑے فرعون مزاج اور نمرود فطرت لوگوں کو محروم اقتدار کر کے ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔ ہر قسم کے انقلابات اسی ایک ذات کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔

افلا تبصرون

پس تم ان سے عبرت اور نصیحت کیوں نہیں پکڑتے ہو۔

بھارت کی شرانگیزی ختم کرنے کا طریقہ

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا مفتی محمود نے ملتان کی ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

بھارت کی شرانگیزیوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کر لیے جائیں اور پاکستان کے عوام کو جہاد کے لیے تیار کیا جائے۔

مفتی صاحب نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ بیرونی ممالک کو بھارتی مظالم سے آگاہ کرنے اور ان ملکوں کی اخلاقی امداد حاصل کرنے کے لیے

مختلف سیاسی رہنماؤں اور علماء کرام پر مشتمل ایک نمایندہ وفد بیرون ملک بھیجا جائے تاکہ دوسرے ملکوں کو مشرقی پاکستان کے حالیہ بحران اور اس سے پیدا ہونے والے حالات کا صحیح رُخ پیش کر کے بھارت کی مکروہ چالوں کو ناکام اور ناپاک سازشوں کو بے نقاب کیا جا سکے۔

مفتی محمود کا یہ مطالبہ مبنی بر انصاف اور حالات کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اور یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ بھارت کی پاکستان دشمنی حدود سے تجاوز کر گئی ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے پاکستان کا وجود ہی ختم کرنے پر کمر بستہ نظر آتا ہے۔ ایسے سنگین حالات میں بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم رکھنا قطعاً موزوں دکھائی نہیں دیتا۔

یہ ایک اہم ملکی ضرورت ہے کہ بھارت سے سفارتی تعلقات منقطع کر کے پاکستانی عوام کو جہاد کی تیاری کرائی جائے۔ کیونکہ خدانخواستہ ۱۹۶۵ء کی طرح اگر بھارت نے اعلان جنگ کئے بغیر پاکستان پر جارحانہ حملہ کر دیا تو پوری قوم اس کا دنداں شکن جواب دینے کے لیے تیار ہو۔

نیز — حکومت کو چاہیے کہ مختلف ذی صلاحیت قومی راہنماؤں اور علماء کرام پر مشتمل ایک وفد غیر ممالک کا دورہ کرنے کے لیے بھیجنے کا اہتمام کرے جو بھارت کے گمراہ کن پروپیگنڈے کی قلعی کھولے اور انہیں مشرقی پاکستان کی صحیح صورت حال سے آگاہ کر کے ان کی ہمدردیاں اور عملی تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

غیر ممالک کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا جائے جن کی شخصی عظمت کا پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں پہلے سے اعتراف موجود ہو اور وہ خانہ پُری کے لیے نہیں بلکہ حقیقی معنیٰ میں پاکستان کے شایانِ شان نمائندگی کے فرائض انجام دینے کی اعلیٰ صلاحیتوں خوبیوں اور کمالات سے متصف ہوں۔

مجلسِ ذکر

از: حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ۔ میاں علی ضلع شیخوپورہ
خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ — مرتبہ: محمد عثمان غنی۔

اخلاص اور استقامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:—

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ ط فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ٥

(التوبہ ۱۰۸)

ترجمہ: البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تو اُس میں کھڑا ہو۔ اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

محترم حضرات! ذکر کے آداب کے سلسلے میں آپ حضرات کو معلوم ہی ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اگر کوئی اونچی آواز سے ذکر کرتا تو آپؒ بعد میں بہت ناراض ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ پاس بیٹھنے والے بلند آواز سے ذکر کرنے والوں کو روکا کریں۔ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط (الاعراف ۵۵)
اللہ کو پکارو زاری سے اور آہستہ آہستہ۔ اتنی آواز بلند ہو کہ توجہ نہ ہٹنے پائے۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ زور مت لگاؤ۔ دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ جتنا زور لگائیں گے اتنی ہی توجہ کم ہوتی جائے گی۔

میرے بھائیو! اخلاص ہی وہ دولت ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اعمال کا وزن پیدا ہوتا ہے جب تک اخلاص نہ ہو کتنا بھی بڑے سے بڑا عمل ہو دربارِ الٰہی میں قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اخلاص بہت دیر سے آتا ہے۔ اخلاص کے معنی ہیں کہ جس کام کو آپ کریں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ چاہے اُس کام سے آپ کے دنیاوی مقاصد بھی حاصل ہوتے رہیں لیکن آپ کی نیت یہ نہ ہو۔ نیت یہ ہو کہ میں رضائے الٰہی کے لیے یہ کام کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائیں اور میری آخرت میں نجات ہو جائے۔ وہ عمل اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہوگا جس کی نیت یہ ہو۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضور سیدالمرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کو لایا جائے گا جس نے اللہ کے راستے میں لڑتے لڑتے اپنی جان قربان کر دی ہو گی — اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "میں نے تجھے صحت دی تھی، جوانی دی تھی، تندرستی دی تھی، زور دیا تھا، طاقت دی تھی۔ تم بتلاؤ، تم نے میرے لیے کیا کیا؟" وہ کہے گا "یا اللہ! میں اور کیا کرتا؟ آپ کے لیے میں نے اپنی جان قربان کر دی، میدان جنگ میں کفار سے لڑتے لڑتے، جان کی بازی لگا دی"۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "نہیں، تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم نے اس لیے اپنی جان مروائی تھی کہ لوگ کہیں، بڑا مجاہد ہے، تیری شہادت میں میری رضا حاصل کرنے کی نیت نہیں تھی، لوگوں میں شہرت حاصل کرنے کی نیت تھی وہ تجھے مل گئی" فرمایا۔ اس کے بعد حکم دیا

جائے گا کہ اس کو گھسیٹو اور دوزخ میں ڈال دو ـــ پھر آپؐ نے فرمایا۔ ایک قاری دربارِ الٰہی میں آئے گا، جس نے تمام عمر (عالم ہے تو) لوگوں کو قرآن سنایا، قاری ہے تو اس نے لوگوں کو قرآن پڑھایا ـ اب اللہ تعالےٰ اس سے پوچھیں گے "میرے بندے! میں نے تجھے علم دیا تھا، تیرے سینے کے اندر تیس پارے قرآن جمع کیا تھا، تُو قاری تھا، عالم تھا. تُو نے میری رضاء کے لیے کیا کیا؟" وہ یہی کہہ دیں گے کہ ہم نے ساری عمر قرآن اور اسلام کی خدمت میں گزار دی ـــ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ تم نے میری رضاء کے لیے نہیں کیا تھا۔ تقریر کی یا درس دیا، جمعہ پڑھایا یا وعظ کیا، یا قاری تھا تو لوگوں کو پڑھاتا تھا۔ اس لیے کہ لوگ کہیں، بڑا قاری ہے، بڑا عالم ہے۔ اپنی شہرت بڑھانے اور لوگوں میں عزت حاصل کرنے کے لیے تم نے یہ سب کچھ کیا تھا میری رضاء کے لیے تم نے کچھ نہیں کیا۔" آپؐ فرماتے ہیں، اُس قاری اور عالم کے متعلق بھی حکم ہوگا کہ اس کو گھسیٹو اور جہنم میں ڈال دو۔ پنجابی کا ایک مقولہ ہے "نیت پاک تے کم راس۔" نیتیں ٹھیک ہوں تو اللہ تعالےٰ کے دربار میں اعمال قبول ہو جائیں گے ـــ پھر فرمایا ایک سخی آئے گا جس نے مسجدوں میں، مدرسوں میں، یتیموں کو، غریبوں کو، غرض کہ ہر نیکی کے لیے خرچ کیا ہوگا اللہ تعالےٰ فرمائیں گے "میرے بندے! میں نے تجھے مال دیا تھا، دولت دی تھی، تُو نے میری رضاء کے لیے کیا کیا؟" کہے گا "یا اللہ! میں نے مسجدوں میں، مدرسوں میں، جو جو نیکی کے کام تھے، ہر جگہ میں نے خرچ کیا، میں اور کیا کرتا؟" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تُو اس لیے خرچ کرتا تھا کہ تجھے لوگ بڑا مخیّر گردانیں، شہرت حاصل کرنے کے لیے تو نے خرچ کیا تھا، میری رضاء کے لیے تُو نے کچھ نہیں کیا" ـــ فرمایا ـ حکم ہوگا اس کو بھی گھسیٹو اور جہنم میں ڈال دو۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط (زمر ۳) خالص

بندگی جو ہو وہ اللہ کے دربار میں قبولیت حاصل کرتی ہے۔ نماز پڑھیں تو رضاءِ الٰہی کے لیے پڑھیں، تلاوتِ قرآن کریں تو رضاءِ الٰہی کی نیّت سے کریں، بلکہ دنیا کا کام بھی کریں تو رضاءِ الٰہی پیشِ نظر رکھیں اُس پر بھی اللہ تعالےٰ راضی ہوں گے اور اجر دیں گے۔

ایک اللہ والے تھے، اُن کا کوئی ملنے والا تھا، اُس نے کوٹھی بنائی۔ جب کوٹھی تیار ہو گئی تو اُن بزرگ کو اپنی کوٹھی پر لے گیا۔ انہوں نے امتحان کے طور پر پوچھا "یہ روشن دان آپ نے کس نیّت سے لگوائے ہیں؟" کہنے لگا۔ "جی یہ پوچھنے کی بات نہیں ہے، آپ خود جانتے ہیں کہ تازہ ہوا آنے کے لیے، کثیف ہوا نکلنے کے لیے اور اندر روشنی آنے کے لیے روشندان لگائے جاتے ہیں۔" فرمایا۔ "بات نہ بنی۔ تم روشندان اس لیے لگواتے کہ یا اللہ! میں جب اندر سویا ہُوا ہوں تو مجھے اس روشندان سے سحری کے وقت اذان کی آواز سنائی دے۔ اور میں اُٹھوں اور جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نیّت سے لگواتے، یہ لگوانا ثواب تھا۔ روشنی اور ہوا تو خود آتی ہی رہتی۔"

دنیا کے کام کرتے ہیں نا! تجارت زراعت، مزدوری، جائز کام آپ کوئی بھی کریں تو اسلام میں اجازت ہے بلکہ اپنے لیے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال روزی کمانا فرض ہے نیّت یہ ہو کہ یا اللہ! تیری رضاء کے لیے اور تیرے حکم کی تعمیل میں یہ کام کرتا ہوں ـ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط (مومنون ۵۱) نیک عمل کرنے کا بھی حکم ہے اور حلال روزی کھانے کا بھی حکم ہے۔ تیرے اس حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میں نے حلال روزی کے لیے یہ ذریعہ اپنایا ہے، یا اللہ! اس کو کامیاب بنا۔ اس نیّت سے تجارت کرے، زراعت کرے، مزدوری کرے، صنعت و حرفت کرے، پانچ وقت کی نماز پڑھے، آٹھویں دن جمعہ پڑھے اور فارغ

اوقات میں دنیا کا جو بھی کام اس نیّت سے کرے گا وہ اس کے لیے عبادت میں شمار ہوگا۔ دیکھنے میں دنیا ہے لیکن حقیقت میں عبادت۔

ایک صحابی پوچھتے ہیں۔ یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اللہ تعالےٰ کو کون سا عمل پیارا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ اللہ کے دربار میں وہ عمل پیارا ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے۔ اس میں برکت ہوتی ہے۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔ جو کام کبھی ہو کبھی نہ ہو، اس میں برکت نہیں رہتی۔

ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ـــ اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَةَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَةَ فَوْقَ الْكَرَامَةِ۔ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ سے استقامت کی طلب کرو۔ استقامت کیا ہے؟ کہ جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں سمجھ دی ہے۔ نماز کی توفیق دی ہے تو یا اللہ! مرتے دم تک نماز پہ قائم رکھنا۔ قرآن کی تلاوت کی توفیق دی ہے تو یا اللہ! مجھے مرتے دم تک تلاوتِ قرآن پر مداومت عطا فرمانا، اور ذکر کی توفیق ہے، مجلس ذکر میں حاضری کی توفیق ہے، گھر میں ذکر کرنے کی توفیق ہے، یا کوئی اور اللہ اللہ کرنے کی اللہ تعالےٰ نے توفیق دے رکھی ہے، درود شریف کی یا استغفار کی، دعا کی توفیق حاصل ہے تو اللہ تعالےٰ سے استقامت کی دعا کریں۔ یا اللہ! ہمیں استقامت دینا اس لیے کہ استقامت سب سے بڑی کرامت ہے، اس سے بڑی اور کرامت کوئی نہیں۔

آخری بات جو عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ کتنے بھی بڑے نیکی کے کام کرنے کی آپ کو اللہ تعالےٰ توفیق دے، اُن کو اپنی نظروں میں نہ رکھنا کہ کہیں تکبّر نہ آ جائے۔ اور گناہوں سے کتنی بھی اللہ تعالےٰ سے آپ گڑگڑا کر معافیاں مانگ سکتے ہیں، گناہوں کو اپنی نظروں سے اوجھل نہ کرنا۔ ہمیشہ گناہ سامنے رکھا کرو۔ ہزار دفعہ بھی آپ نے توبہ کی ہے، سچے دل سے توبہ کی ہے، گڑگڑا

رُباعیات

عبدالعزیز خالد

ہم روزِ حساب کیا کہیں گے؟ ہیہات!
کیا عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالضَّیْعَات؟
غافل نہ رہے خیالِ فردا سے کبھی
جس شخص پہ منکشف ہوں اسرارِ حیات

اِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰی بِاللَّیْلِ، اے دل!
(زمین یقیناً رات کو چادر میں لپیٹ لی جاتی ہے)
مَنْ خَافَ اَدْلَجَ — بَلَغَ الْمَنْزِلَ
(جو ڈرتا ہے وہ روشنی پاتا ہے اور منزل پہ پہنچ جاتا ہے)
کر کارِ ثواب میں شتاب و تعجیل
شبدیزِ (گھوڑا) حیات باد پا ہے غافل

اربابِ بضاعات ہوں یا اہلِ نشاط
لَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ!
(تیرا نفس ان پر رشک نہ کرے)
جنت میں نہ جائیں متکبر، کذّاب!
حَتّٰی يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ!
(یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے)

علم ایسا سمندر نہیں جس کا ساحل
اک ایسی مسافت نہیں جس کی منزل
ارشاد سہیل
اے راہ نمایان! مَنْ قَالَ اَنَا عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ
(جو کہتا ہے کہ میں عالم ہوں — وہی اصل میں جاہل ہے)

جو خوفِ خدا سے روئے، دوزخ میں نہ جائے
تا آنکہ یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ
(یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے)
آثارِ سجود پر ہوئی آگ حرام
رعبِ دلِ زندہ سے جہنم لرزے

اللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ
(اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد پر رہتا ہے)
فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ کی حقیقت پہچان
(جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے)
مردم بیزاری ہے خدا آزاری
انسان خلیفہ ہے خدا کا — ناداں!

ہیں گرچہ ہلاکِ جلوۂ لعبتِ چیں
یارانِ پریشاں نظر و کوتہ بیں
میں اُس کا ہوں نخچیر، کہ تھا جس کا مشیر
ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ
(قوت والے صاحبِ عرش کے پاس مکین ہے)

وَاکَرْبَ اَبَتَاهُ! سُنا تو بولے
(ہائے میرے ابا کی تکلیف)
لَا کَرْبَ عَلٰی اَبِیْكِ بَعْدَ الْیَوْمِ
(آج کے بعد تیرے ابا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی)
پرواز کرے روحِ محمدؐ، خالدؔ!
اَللّٰهُمَّ! اَلرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی، کہہ کے!
(اے اللہ! میں رفیقِ اعلیٰ — ملاءِ اعلیٰ کی طرف جانا چاہتا ہوں)

خطبۂ جمعہ

از: حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ (جہلم) خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیر رح
مرتبہ: محمد عثمان غنی

مسلمان — اگر صحیح زندگی اختیار کر لے تو

آج کے مصائب دور ہو سکتے ہیں

اور صحیح اسلامی انقلاب برپا ہو سکتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:۔
یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (احزاب ۴۵-۴۶)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشن بنایا ہے۔

؎ وہ بستیاں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

محترم حضرات! وہ بزرگ جو اِس منبر پہ تشریف فرما ہوتے تھے، قطب زماں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، آج اُن کا حجرہ بھی خالی ہے اور وہ منبر سے بھی عالم جاودانی کو تشریف لے جا چکے ہیں اگر یہ ذمے واری نبھانی نہ ہوتی اور اگر یہ سنّت نہ ہو تو صحیح بات یہ ہے کہ اس منبر پہ بیٹھے ہوئے مجھے ڈر لگتا ہے۔ ابھی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے سے اُٹھ کر آ رہا ہوں، مجھے وہاں بیٹھنا اب بھی بے ادبی معلوم ہوتی ہے جہاں حضرت رح تشریف فرما ہوتے تھے۔ شرعاً ممانعت نہیں ہے لیکن ادب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ بیعت کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک تو نماز قضا نہ ہونے دینا۔ دوسرا اپنے ہاتھ سے، زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی کوشش نہ کرنا اور کوئی تمہیں تکلیف پہنچائے تو صبر کرنا۔ بیعت ایک معاہدہ ہے کہ جس کے تحت انسان اپنی آئندہ زندگی ایک ذمہ دار انسان کی طرح گزارتا ہے اور یہ وعدہ ہوتا ہے کہ میں اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق چلوں گا۔

موجودہ زمانے میں تو پیر و مرشد لوگ برائے نام ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف اللہ اللہ کرنا سیکھنے کے لیے بیعت ہوا ہوں باقی سیاسی رہنمائی اور پوری زندگی کی رہنمائی اِن سے نہیں لینی۔ یہ غلط ہے۔ ہمارا مذہب اور سیاست جُدا چیزیں نہیں ہیں۔ اللہ نے ایک ہی پیغمبر بھیجا مذہب کے لیے بھی اور سیاست کے لیے بھی۔ جدا جدا پیغمبر نہیں بھیجے کہ ایک مذہب کی رہنمائی کے لیے ہو اور ایک سیاست کی رہنمائی کے لیے، اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری پوری رہنمائی انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں کرائی۔ کسی دوسرے کا محتاج نہیں چھوڑا. بالخصوص رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری کائنات کی ہدایت کے لیے تا دمِ آخر ہے۔ آپؐ نے مذہب بھی سکھایا، سیاست بھی سکھائی۔ لیکن آج کوئی مذہب پر اڑنے والا کب نظر آتا ہے؟ دنیا پر ڈٹ جانے والے بہتیرے نظر آتے ہیں۔ کوئی چھ نکات پیش کر رہا ہے کوئی پانچ نکات پیش کر رہا ہے، کوئی گیارہ نکات پیش کر رہا ہے۔ نکات تو پیش ہو رہے ہیں لیکن کاش کہ کوئی اسلام کا نکتہ بھی پیش کرتا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مسلمانوں کے سچے خیرخواہ اپنی سی کوشش کرتے تو ہیں لیکن ان کو تو مسلمانوں نے خود کمزور کر دیا۔ اِس ملک میں اکثریت مسلمانوں کی ہے لیکن اسلام کے نکتے والوں کے پیچھے چلنے چلے وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ وہی مسلمان ہے جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں نے علیحدہ ملک اس خاطر لیا ہے کہ اس خاطر ہم الگ ہونا چاہتے ہیں کہ یہاں قرآن کا قانون ہو گا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بالادستی حاصل ہوگی۔ وہ مسلمان جس نے پاکستان کی خاطر اپنی ساٹھ ہزار بیٹی ہندو اور سکھ کے حوالے کی تھی، وہ مسلمان کہ جس نے پورے اُس علاقے کے مسلمانوں کو جو اس وقت ہندوستان کے پاس ہے۔ اُس علاقے کے مسلمانوں کی عزت اور اُن کے مال و جان کو ہمیشہ کے لیے کفر کے حوالے کیا اُس مسلمان کا نعرہ یہ تھا کہ ہم علیحدہ ہو کر اس ملک میں قرآن و سنّت نافذ کریں گے، وہ مسلمان کہاں گیا؟ کیا اس علاقے میں جہاں پہلے ایک سینما تھا وہاں اب پچاس سینمے نہیں بنے؟ کون گھر فحاشی سے خالی ہے؟ مسلمان! تو نے کبھی سوچا کہ تیرا نفع کس چیز میں ہے؟ تیرا سب سے بڑا خیرخواہ تیری ابدی زندگی کی بہتری چاہنے والا تو اللہ کا قرآن ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ آج ان کو پسِ پشت کیوں ڈال دیا گیا؟ آج کسی کے پاس دنیا کی دولت اور ساز و سامان کی بہتات

ہو تو وہ اس پر خوش ہے، چاہے ایمان ہو نہ ہو، نماز روزہ ہو نہ ہو، اخلاق اس کے پاس ہو نہ ہو، اُس کی اولاد نیکوکار بنے یا نہ بنے۔ جس کے چار پانچ بیٹے کہیں انگلینڈ چلے گئے یا کسی دوسرے ملک سے روپیہ پیسہ بھیجنا شروع کر دیا بس وہ سمجھتا ہے میری زندگی کامیاب ہے، دین ہو نہ ہو، ایمان کو سمجھے نہ سمجھے، اللہ کے ساتھ اس کا رشتہ ہو یا نہ ہو، وہ رشتہ ٹوٹ گیا۔ دنیا کی دولت کو کنٹرول کرنا ہے یا اچھی جگہ صرف کرنا ہے تو یہ تبھی ممکن ہے کہ دین مضبوط ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ دنیا تو تباہی ہے۔ اس دنیا کی دولت سے وہ غریب اچھا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے، سوکھی روٹی کھاتا ہے اور اللہ کا فرمانبردار ہے۔ جہنم نہیں خریدتا، اُس کی قبر باغ و بہار ہے، اُس کی عاقبت اچھی ہے وہ کسی کو ستاتا دُکھاتا نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (بخاری شریف) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچ جائیں۔ اگر ہم میں دین اسلام آ جائے تو ہماری زندگیاں رحمت والی زندگیاں بن جائیں۔ لیکن دین کو چاہیے کون؟ دین مسلمان ملک میں کیسے نافذ ہو؟ مجھے یہ بتلائیے یہاں ہندو کی اکثریت ہے؟ یہاں عیسائی، یہودی یا کسی دہریے کی اکثریت ہے؟ افسوس صد افسوس، یہاں پر باوجود اس کے کہ مسلمان کی اکثریت ہے لیکن اسلام یہاں یتیموں اور بے کسوں کی طرح ہے، یہاں اسلام کس مپرسی کی حالت میں ہے، مسلمان کے ہاتھوں اسلام ذبح ہوتا ہے۔ خود مسلمان کا اپنا حال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ کی ختمِ نبوت کے منکروں کو ٹکٹ دے کر کامیاب بناتا ہے اور اپنے اوپر مسلط کرتا ہے اور انکارِ ختمِ نبوت کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر کوئی صحابہؓ کو تبرّے کہنے والا ہو، وہ سامنے ناچتا ہے، کودتا ہے، ہم خوشی سے اُس کا تماشا دیکھتے ہیں، ہم اُس کو اپنی تفریح سمجھتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی میری ماں کو تبرّا کہتا ہو اور میں سامنے کھڑا ہو کر تفریحِ طبع کروں۔ آخر وہ کونسا فرشتہ آسمان سے اُترے گا۔ وہ کون سا انسان مکۂ مکرمہ سے اُٹھے گا۔ مدینہ منورہ کی جنت البقیع سے اُٹھے گا۔ آخر یہ ذمہ داری ہم آپ پر ہی ہے۔

جو آیات میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں ان میں دو ذمے داریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ذمے داری ہے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ایک ذمے داری ہے ایمان والوں کی۔ فرمایا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ بے شک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا، بشیر بنا کر بھیجا اور نذیر بنا کر بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت دینے والے ہیں، خوشخبری دینے والے ہیں، ڈرانے والے ہیں کہ جو مان لیں گے اُن کے لیے خوشخبری ہے۔ جو نہیں مانیں گے ان کے لیے ڈراوا ہے۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنا فریضہ پورا کر دیا چنانچہ میدانِ عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آپ کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود ہیں۔ آپ خطبہ دیتے ہیں۔ آپ خطبہ دیتے ہیں میدان عرفات میں اور ان سے پوچھتے ہیں اَلَا هَلْ بَلَّغْتُكُمْ رِسَالَتَهٗ خبردار! کیا تم سب تک میں نے پیغام پہنچا دیا کہ نہ؟ چالیس ہزار صحابہؓ سب ہاتھ کھڑے کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بلی بلی یا رَسُوْلَ اللّٰہ ؐ تین دفعہ آپؐ نے ہاتھ اٹھوائے، تین دفعہ سب نے کہا۔ ”ہاں ہاں، اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ نے ہم تک پیغام پہنچا دیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف انگلی اٹھاتی اور کہا۔۔۔ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اے اللہ! تو گواہ رہ، میں نے فریضہ پورا کر دیا۔

اب فریضہ امت کے کندھوں پر ہے آسمان سے یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (المائدہ ۳) دین مکمل ہو گیا، نعمت میری پوری ہو گئی۔ نوعِ انسانی کے لیے جو کتاب بھیجنی تھی وہ بھیج دی اور فرمایا کہ یہ قانون ایسا قانون ہے کہ اب اس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ اب قیامت تک یہ ایک ہی قانون تمہارے لیے ہے۔ اس میں اگر تبدیلی کروگے تو مارے جاؤگے، برباد ہو جاؤگے اور اگر تم اس پر قائم رہوگے تو اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران ۱۳۹) میرا وعدہ ہے کہ تمہیں بلند رہوگے، تمہیں کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا۔ اس لیے فرمایا۔ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط میں نے تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے تو جو سب سے بڑا محسن اعظم ہے اُس نے جو ہمارے لیے پسند کیا ہے وہی نفع والا ہے۔ جو ماں باپ ہمارے لیے پسند کریں وہ چیز نفع والی ہوتی ہے یا نہیں؟ ماں باپ اپنی اولاد کے لیے کبھی بدخواہ بھی ہوتے ہیں؟ ؎

والد کا سایہ فضل ہزار سے کم نہیں
ماں کی گود تختِ سلیماں سے کم نہیں

یہ تو پتہ اس وقت چلتا ہے جب خود انسان صاحبِ اولاد ہو جاتا ہے۔ تو پھر قدر آتی ہے کہ ماں باپ کیا چیز ہیں۔ وہ اولاد کے لیے خیرخواہ ہیں کہ نہیں۔ بعض اوقات اولاد دُکھاتی ہے، ستاتی ہے لیکن ہوشمند ماں باپ اپنی اولاد کے لیے پھر بھی دعا ہی کرتے رہتے ہیں وہ بددعا نہیں دیتے۔ اولاد بڑی پیاری چیز ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں تھے۔ کچھ قیدی پکڑے ہوئے آئے اُن میں ایک عورت وہ ہے جس کا بچہ لڑائی کی افراتفری میں گم ہو گیا وہ اس پریشانی میں دوسروں کے بچے اٹھاتی ہے اور اپنی چھاتی سے لگاتی ہے، چمٹاتی ہے، پیار کرتی ہے۔ آنحضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی بے قراری کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ عورت ایسا کیوں کر رہی ہے؟ تو صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اس عورت کا بچہ گم ہو گیا ہے، اس گھمسان کے رن میں بچہ اس سے جدا ہو گیا ہے اور اپنے بچے کے فراق میں اتنی پریشان اور بے چین ہے کہ دوسروں کے بچے اٹھا کر سینے سے لگاتی ہے اور اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس ماں کو اپنا بچہ دستیاب ہو جائے اور وہ کوئی قصور کر لے تو کیا یہ ماں اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے یا نہیں؟ — صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) جس ماں کو بچہ اتنا عزیز ہے وہ اپنے بچے کو آگ میں کیسے ڈالے گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا اس ماں کو بچہ پیارا ہے اس سے زیادہ پروردگار کو اپنا بندہ پیارا ہے۔ پروردگار نہیں چاہتا کہ میرا بندہ آگ میں جائے۔ یہ بندہ خود چھلانگیں لگاتا ہے اور اُدھر جاتا ہے۔

جس محسنِ حقیقی نے رَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِیناً فرمایا۔ میں نے تمہارے لیے دینِ اسلام پسند کیا ہے۔ ؎

نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ للعالمینؐ
تو نمی دانی کہ آئینِ تو چیست
زیرِ گردوں سرِ تمکینِ تو چیست
آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال است و قدیم

تمہارے ہی شہر لاہور کے رہنے والے اقبال مرحوم نے یہ باتیں کہی ہیں اور اچھی باتیں کہی ہیں — وہ کہتے ہیں کہ ؎

تو نمی دانی کہ آئینِ تو چیست

تو نہیں جانتا کہ تیرے لیے آئین کیا ہے۔ مسلمان کا آئین — آج ہو مسلمان اور اس کے ہاتھ میں آئین ہو کفر کا۔ ہائیکورٹ کا جج ہو اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختمِ نبوت کے منکر کو مسلمان کہے۔ کس قدر افسوسناک بات ہے ؎

تجھ کو چھوڑا کہ رسولِ عربیؐ کو چھوڑا
بُتگری شیوہ کیا بُت شکنی کو چھوڑا
بُت صنم خانوں میں کہتے ہیں کہ مسلمان گئے
ہے خوشی اُن کو کہ کعبے کے نگہبان گئے
منزلِ دہر سے اونٹوں کے حُدی خوان گئے
اور اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں؟
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں؟

وہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو تُو نے کس طرح اُلٹ پلٹ دیا تھا؟ وہ راز کیا تھا، کیا ہتھیار تیرے پاس تھا ؎

رہزناں از حفظِ او رہبر شُدند
از کتابے صاحبِ دفتر شُدند

ایک کتاب پڑھی تھی، وہ بھی پوری نہیں۔ کسی کو ایک سورت یاد تھی کسی کو آدھی، کسی کو دو سورتیں یاد تھیں، کسی کو ایک پارہ یاد تھا، کسی کو دو پارے یاد تھے۔ اس لیے کہ ؎

ہم جو جیتے ہیں تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے ہیں ترے نام کی عظمت کے لیے

تمام مکّہ والوں نے بیٹھ کر فیصلہ دیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان سے بائیکاٹ کر دو۔ لین دین منقطع، سلام کلام منقطع، خرید و فروخت منقطع، سب شعبِ ابو طالب میں پناہ گزین ہو گئے۔ یہاں تک کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام کچھ سامان لے کر آتا ہے تو راستے میں کافر اُس سے چھین لیتے ہیں۔ پانی پہنچنے نہیں دیا جاتا، آٹا پہنچنے نہیں دیا جاتا۔ اُس گھاٹی میں تین سال تک پناہ گزین رہتے ہیں۔ ماؤں کے بچے ان کی گودوں میں بلک بلک کر، تڑپ تڑپ کر بھوک سے مر جاتے ہیں، ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو جاتا ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم رات کو نکلتے تھے، درختوں کے پتے کھاتے تھے، ہمارے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح پھول گئے تھے، پھٹ گئے تھے۔ اور ایک دن ہم نے ایک سوکھا ہوا چمڑا اونٹ کا لیا اور کاٹ کر گلا کر کھایا۔ یہ کیفیت تھی — تین سال مسلسل یہ حالت رہتی ہے۔

آج جو لوگ صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ پر تنقید کرتے ہیں، عثمانِ غنیؓ کو (استغفر اللہ) بُرا کہتے ہیں، علی المرتضیٰؓ پر تنقید کرتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے، اُن میں سے پانچ سات کو مسلمان سمجھتے ہیں باقی سب کو سمجھتے ہیں کہ وہ بظاہر مسلمان ہوتے تھے۔ بباطن وہ کافر تھے (العیاذ باللہ من ذالک) میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اُن کو کیا ملتا تھا؟ جب وہ اسلام قبول کرتے تھے تو اُن کو کون سی جاگیر ملتی تھی؟ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کو کون سا عہدہ دیتے تھے؟ کون سا خزانہ اُن کے پاس تھا جو تقسیم فرماتے تھے؟ تیرہ سال تک مکّہ میں جنہوں نے ماریں کھائیں وہ کون لوگ تھے؟ کیا وہ صدیق اکبرؓ نہیں تھے؟ کیا عمرِ فاروقؓ نہیں تھے؟ عثمانِ غنیؓ نہیں تھے؟ علیِ مرتضیٰؓ نہیں تھے؟ طلحہؓ، زبیرؓ نہیں تھے؟ عبدالرحمن ابنِ عوف نہیں تھے؟ یہ حضرت زیدؓ نہیں تھے؟ حضرتِ بلالؓ نہیں تھے؟ حضرتِ صہیبؓ نہیں تھے؟ یہ کون لوگ تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ دیتے ہیں؟ اور اس وقت ساتھ دیتے ہیں جب کہ کُل دنیا ان کے لیے آگ کی طرح تپی ہوئی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو وہ لوگ دنیا سے نیست و نابود کر دینا چاہتے تھے۔ اُس وقت جن لوگوں نے ساتھ دیا، جو اُن بھٹیوں میں سے نکالے گئے جن کو رسولِ عربیؐ نے تیرہ سال مکّے میں تربیت دی۔

آج مودودی سمیت حضرت عثمانؓ اور اُن صحابہؓ پر تنقید کرتے ہیں۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کو ناقص سمجھتے ہو کہ انھوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو سیاست کی تکمیل نہیں کرائی تھی؟

حضرت عثمان غنیؓ پر یا اُن کی سیاست پر یا اُن کی دیانت پر اعتراض کرنے والو! تم کس چیز کو سامنے رکھ کر اعتراض کرتے ہو؟ لیکن مجھے مودودی پر اتنا افسوس نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو کسی کا سکھلایا ہوا ہے جو اُس کے پیچھے چلنے والے ہیں مجھے اُن پر رنج اور افسوس ہے کہ یہ مسلمان اپنے اُن اکابر کو کیا سمجھتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عقیدہ اُن صحابہؓ کے بارے میں اور کبار صحابہؓ کے بارے میں، اولوالعزم صحابہ کے بارے میں متزلزل کر دیا گیا ہے جن کے بارے میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نام لے لے کر فرماتے ہیں کہ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ طَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ زُبَیْرٌ فِی الْجَنَّۃِ عبدالرحمٰن بن عوفٌ فی الجنۃ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور اپنے محسنوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اقتدار قبول کرنے کا اسوۂ یوسفیؑ!

اقتدار جن کے حوالے کیا جائے ان پر عائد کئے گئے الزامات کا ازالہ ضروری ہے

چوہدری صادق علی نائب امیر ندوۃ المسلمین، لائل پور

تمام عالم انسانیت میں کامل ترین ایمان کی حامل انبیاء کرام کی جماعت ہوتی ہے۔ ان کا رابطہ ملاءِ اعلیٰ سے رہتا ہے اور ان کے قلوب نور معرفت سے بدرجہ اتم منوّر ہوتے ہیں۔ اسی نور معرفت کی برکت سے یہ مقدس جماعت سرتا پا اخلاق و اخلاص کا مظہر ہوتی ہے اور نفاق و عصیان کی تاریکی ان کے قریب تک نہیں جا سکتی۔ ان کی ہستی عالم انسانیت کے لیے ایک رحمت بیکراں کا پیغام لے کر آتی ہے۔ جس سے شعوری یا غیر شعوری طور پر سب مستفیض ہوتے ہیں۔ آج کی مجلس میں انبیاء کرام کے بے نظیر کردار کی ایک مثال پیش ناظرین ہے۔

انبیاء کرام میں چند ایک برگزیدہ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے انوارِ نبوت کے ساتھ دنیوی حکومت بھی عطا کی تاکہ حکمران طبقے کے لیے قابل تقلید مثال پیش کی جا سکے۔

حضرت یوسف علیہ السلام انبیاء کے اسی طبقہ مقدس میں سے تھے۔ مشیت ایزدی سے وہ کنعان سے مصر میں پہنچائے گئے اور عزیز مصر کے گھر بطور ایک غلام کے کچھ عرصہ گزارا۔ عزیز مصر کی بیوی ان پر فریفتہ ہو گئی مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ہر قسم کے گناہ سے معصوم کر رکھا ہے۔ وہ خود ان کی عصمت کے محافظ رہتے ہیں۔ جن مقدس ہستیوں کے وجودِ مسعود سے انسانوں کی رشد و ہدایت کا کام وابستہ ہوتا ہے۔ ان کو ہر قسم کے گناہ سے بچانا بھی حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ کیونکہ اس عصمت کے بغیر کارِ نبوت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی کے ہر فریب سے بچایا اور بالآخر انہیں قصر شاہی سے زندان میں پہنچا دیا اور اس طرح سے نبوت کے پاک دامن کو عصیان کے داغ سے محفوظ رکھا۔ ولقد ھمّت بہٖ و ھمّ بھا لو لا ان رّا برھان ربہٖ ۔ اتفاق سے اسی زندان میں عزیز مصر کا باورچی اور خانساماں بھی بند کر دیا گیا۔ کیونکہ ان پر الزام تھا کہ ان میں سے کسی نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔ ان کے خلاف مقدمہ زیر تفتیش ہی تھا کہ ان دونوں کو خواب آئے جو انہوں نے اپنے ساتھی قیدی یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو عرض کر دیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے خواب کی تعبیر تبلیغ توحید و رسالت کے بعد بیان فرما دی۔ چنانچہ جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتائی تھی ویسا ہی مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ ان میں سے ایک کو پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا گیا اور دوسرا بے گناہ ثابت ہوا۔ اور اپنی پرانی ملازمت پر بحال ہو گیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد عزیز مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا جس کی تعبیر اہل مصر کے دانشوروں میں سے کوئی نہ بتا سکا۔ خواب یہ تھا کہ بادشاہِ مصر نے سات موٹی تازی اور سات پتلی دُبلی گائیں دیکھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پتلی دُبلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا گئیں۔ اسی طرح سات خشک بالیں دیکھیں اور سات سرسبز بالیں۔ خشک بالیں سبز بالوں کو کھا گئیں۔ عزیز مصر پریشان تھا کہ اس عجیب و غریب خواب کی تعبیر کوئی نہیں بتا سکا۔ خواب کا چرچا تمام ملک میں ہوا۔ عزیز مصر کا خادم جو کچھ عرصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں رہا تھا اُسے اچانک اپنی پرانی خواب کا قصہ یاد آ گیا اور اسے محسوس ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام لازمی طور پر بادشاہ کے خواب کی صحیح تعبیر بتا سکیں گے۔ وہ

بادشاہ کی اجازت لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں زنداں میں حاضر ہوا اور عزیزِ مصر کی خواب کی تعبیر دریافت کی۔ یوسف علیہ السلام نے اُسے بتایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سات سال خوب بارشیں ہوں گی اور وافر غلّہ پیدا ہوگا۔ اس کے بعد سات سال تک خشک سالی رہے گی اور غلّہ بہت کم پیدا ہوگا۔ اگر پہلے سات سال کا وافر غلّہ احتیاط سے نہ سنبھالا گیا تو بعد والے قحط کے سالوں میں خلقِ خدا کو از حد تکلیف ہوگی — عزیزِ مصر کا ملازم واپس چلا گیا اور بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی — اسے یہ تعبیر بہت پسند آئی اور اس نے محسوس کیا کہ جس شخص نے خواب کی تعبیر بتائی ہے، یقیناً وہ اس بات کا اہل ہے کہ ملک کا انتظام کرے اور پہلے سات سال غلّے کو محفوظ کرنے کے متعلق صحیح صحیح اقدامات کرے لہٰذا اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وزارتِ عظمٰی کا عہدہ پیش کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب تک میرے خلاف الزام کی تحقیق نہ کی جائے اور جب تک وہ بے گناہ ثابت نہ ہوں وہ مصر کی وزارتِ عظمٰی کا عہدہ قبول نہیں کر سکتے۔ اگر ایک شخص پر ایک عورت کی عزت پر حملہ کرنے کا الزام ہے وہ جرم ثابت ہو جائے تو وہ واقعی وزارتِ عظمٰی کے عہدہ کا مستحق نہیں ہو سکتا البتہ اگر وہ بے گناہ ثابت ہو تو پھر وہ واقعی اس عہدہ کا مستحق ہے۔ چنانچہ تحقیق کی گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام بے گناہ ثابت ہوئے اور پھر انہوں نے وزارتِ عظمٰی کا عہدہ قبول کر لیا۔

★

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

خوفِ خداوندی کے چند سبق آموز واقعات

سعید الرحمٰن النوری، لائلپور

جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں یہ وہ ذاتِ گرامی ہے جس نے اس وقت اسلام قبول کیا جب کہ ساری دنیا اس کی مخالف تھی۔ پھر تن من دھن سب کچھ اسلام پہ قربان کر دیا۔ جن کا ذکر قرآن میں آتا ہے جو یارِ غار کہلائے۔ جنہوں نے غزوۂ تبوک میں سارا مال و دولت، گھربار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لا کر ڈال دیا۔ جس ذات شریف نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی اور نہ بُت کو سجدہ کیا۔ جن کی بابت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مَیں ان کے احسانات کا بدلہ دنیا میں نہیں چُکا سکا قیامت کے دن اللہ ادا فرمائے گا۔ اور اگر مَیں کسی کو خلیل بناتا تو صرف ابوبکرؓ کو بناتا۔ جس ذات نے واقعہ معراج کی بلا رد و کد تصدیق کی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے "صدیق" کا سنہری لقب عطا ہوا۔ جس ذات کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے انسانوں کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ابوبکرؓ کا ایمان رکھا جائے تو بلاشک حضرت ابوبکرؓ کا پلڑا وزنی ہوگا اور جس ذات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کی جانشینی کی سب سے پہلی عزت ملی۔ جو باجماع اہلسنت انبیاء کے بعد تمام روئے زمین کے انسانوں سے افضل ہیں اور جن کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بتلایا۔ ان کا یہ عالم تھا کہ قیامت کے خوف و یقین اور آخرت کے تصوّر سے پتلیوں کا رنگ روتے روتے بدل گیا تھا۔ اور چہرے پر دو نیلگوں خط آنسو بہنے کی جگہ بن گئے تھے اپنی بیماری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو ایک دودھ دینے والی اونٹنی، ایک برتن، ایک چادر اور ایک لونڈی جو بیت المال سے مجھے دی گئی تھی اس کو بیت المال میں واپس کر دینا۔ جب حضرت عائشہؓ نے یہ چیزیں خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجیں تو حضرت عمرؓ بہت روئے اور فرمایا۔ اے ابوبکرؓ! اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے آپ نے اپنے جانشین کے لیے بہت مشکل نمونہ چھوڑا۔

قریب وفات فرمایا کہ عمر بن خطابؓ نہ مانا اور مجھے بیت المال سے وظیفہ دلوایا۔ یہاں تک کہ چھ ہزار درہم بیت المال کے اب تک میرے نام پر صرف ہو چکے ہیں۔ اچھا میرا فلاں باغ بیچ کر یہ رقم بیت المال میں داخل کر دینا۔

حضرت ربیعہ سلمی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی اور بات بڑھ گئی اور انہوں نے مجھے کوئی سخت بات کہہ دی جو مجھے ناگوار گزری۔ فوراً فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تو بھی کہہ لے تاکہ بدلہ ہو جائے۔ مَیں نے کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا یا تو کہہ لے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کروں گا۔ بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور سن کر کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی زیادتی کی اور خود ہی اُلٹے

حضور سے شکایت کریں۔ میں نے کہا ۔ خاموش! تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔ اگر یہ ناراض ہوگئے تو اللہ کا لاڈلا رسولؐ ناراض ہو جائے گا اور اگر اللہ کا رسولؐ ناراض ہو گیا تو اللہ کی ناراضگی یقینی ہے اور اگر اللہ ناراض ہو گیا پھر ربیعہ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے ۔ میں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے تجھے ابوبکرؓ کے جواب میں کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا۔

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک پرندہ کو بیٹھے دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا کہ تو کس قدر خوش قسمت ہے کہ کھاتا ہے، درختوں پر چہکتا ہے اور قیامت میں تجھ کو کوئی حساب و کتاب نہیں ہوگا۔ کاش "ابوبکر" تجھ جیسا پرندہ ہوتا، کاش میں گھاس کی پتی ہوتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! آج جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ کا سلام تمہارے نام لائے ہیں اور یہ کہ اللہ پوچھتے ہیں کہ ابوبکرؓ سے پوچھو کہ میری راہ میں سب کچھ قربان کر دیا اب مجھ سے راضی بھی ہے کہ نہیں۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ بہت روئے۔

انتقال کے وقت وصیّت

انتقال کے وقت کفن کی بابت وصیت فرمائی:-

"بیٹی عائشہؓ! یہی لباس جو میں پہنے ہوئے ہوں میرا کفن ہوگا۔ اس میں ایک جگہ زعفران کا داغ ہے، اس کو دھو دینا۔"

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ "ابا جان! یہ تو پرانا ہے، میں آپ کے لیے نئی چادر لاؤں گی۔"

فرمایا:-

"بیٹی! کفن تو پرانا ہی ہو جاتا ہے۔ میرے لیے یہ پھٹا پرانا ہی کافی ہے۔ نئی چادر مدینے کی کسی بیوہ کے کام آئے گی۔"

دنیا سے بالکل پاکدامن ہو کر تشریف لے گئے۔ اپنے دورِ خلافت میں کسی قرابت دار کو کوئی عہدہ نہیں دیا۔ ۷ رجمادی الآخر ۱۳ھ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بخار آیا۔ پندرہ دن تک بخار کا سلسلہ جاری رہا آخر کار ۲۱ رجمادی الآخر ۱۳ھ کی شام کو ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے ۔

پہلو میں مصطفیٰؐ کے بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

فتنہ و فساد ۔ اسلام کی نظر میں

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

کسی مُلک اور قوم میں اطمینان وسکون کی دولت فراوانی کے ساتھ اُس وقت تک نہیں پائی جا سکتی ہے جب تک ان تمام اسباب کا سرے سے قلع و قمع نہ کیا جائے جو انسانی چین اور اطمینان کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں اور اُن تمام لوگوں کا پُوری قوت سے سر نہ کچل دیا جائے جو انسانی راحت و عافیت پر شبخون مارنے کے عادی ہیں۔

چنانچہ اسلام نے ان تمام اسباب و محرکات کی سختی سے نگرانی کی ہے۔ جو انسانی آبادی میں شور و ہنگامہ، دنگا و فساد اور فتنہ پروری کے ممد و معاون بنتے ہیں۔ اسلام سراسر رأفت و رحمت ہونے کی وجہ سے ایک لمحہ کے لیے ایسی چیزوں کو برداشت نہیں کرتا جو مُلک کے امن و امان اور خرمنِ عافیت پر بجلی بن کر گرتی ہیں اور نہ اُن افرادِ انسانی پر ترس کھاتا ہے جو قوم اور مُلک کی خوشگوار زندگی سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مجرم انسان کی حیثیت

اس سلسلہ میں نہ وہ اپنوں کی پرواہ کرتا ہے اور نہ غیروں کی نہ بڑوں کی اور نہ چھوٹوں کی۔ نہ مُسلم کی، نہ ذمّی کی، نہ دارالاسلام میں بسنے والوں کی، نہ دارالحرب کے باشندوں کی۔ خدا کی عدالت عالیہ میں مجرم خواہ کوئی بھی ہو اُس کو پوری سزا ملتی ہے۔ وُہی افراد جن کی حرمت و عزت کے لیے اُس کی پوری مشینری حرکت میں رہتی ہے اور جن میں سے ایک معمولی شخص کا خون پوری دُنیا سے گرانقدر سمجھا جاتا ہے۔ جب وُہی افراد مجرم کی حیثیت سے اس عدالت میں حاضر ہوتے ہیں تو جرم کے اقرار یا اس کے ثابت ہو جانے کے بعد اس کی نگاہِ لُطف و کرم میں پھر وہ کسی رحم و کرم کے مستحق باقی نہیں رہتے۔

مجرم اور رحم و کرم

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ چند افراد کی وجہ سے پُورے مُلک اور قوم کو امتحان و آزمائش میں ڈالا نہ جائے اسلام جرم کے نتائج مختلف پیرائے میں بیان کرنے کے بعد دُنیا اور آخرت کے عواقب و انجام ان کے سامنے رکھتا ہے۔ ان کے لیے ترغیب کا پہلو بھی اختیار کیا جاتا ہے اور ترہیب (ڈرانے) کا بھی، کسی بات کے ذہن نشین کرنے کا مؤثر سے مؤثر طریقہ جو بیان ہو سکتا ہے اختیار کرتا ہے۔ پھر بھی جرم کا ارتکاب پایا جائے اور حکومت کے سامنے مقدمہ آ جائے تو مجرم کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا ہے۔ جس کا وہ مستحق ہے۔

فتنہ و فساد

یہ حقیقت مسلّم ہے کہ فتنہ و فساد اور قانون امن کی خلاف ورزی ہلاکت خیز ہوتی ہے۔ بھی

وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ و فساد کی بے انتہا مذمت کی ہے اور مفسدین سے بیزاری کا بار بار اعلان کیا ہے خواہ یہ فتنہ و فساد کفر و شرک کے راستہ سے آئے، یا نظامِ حکومت میں خلل ڈالنے کی راہ سے، یہ شخصی مظالم کا نتیجہ ہو یا اجتماعی اور قومی بگاڑ کا، یہ بُرائی جس رُوپ میں بھی آئے ہر حال میں بُرائی ہے +

فاسق لوگ اسلام کی راہ میں مانع بنتے ہیں۔ جنگ و جدال کی باتیں کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور لوگوں کو دینِ حق کے بر خلاف اُبھارتے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ یہ کام فاسقوں ہی کا ہے کوئی اچھا، صالح اور خدا ترس ایسا کام نہیں کرتا +

فساد منافقوں کا خصوصی حصہ ہے یہ لوگ مُلک کے امن کو غارت کرنے کے درپے رہتے ہیں اور اپنی اُن امن سوز حرکتوں پر نہ تو نادم ہوتے ہیں اور نہ اُن سے باز آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کو ایک لمحہ کے لیے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فتنہ پردازوں اور فسادیوں کو سخت مبغوض رکھتا ہے +

پیغمبروں نے اپنے زمانہ میں فتنہ و فساد کی مذمت کی اور لوگوں کو سختی سے اس تباہ کُن چیز سے الگ رہنے کی تاکید کی ہے +

قرآن میں بیسیوں جگہ فساد کی مذمت اور اس کی ہلاکت خیزیاں بیان کی گئی ہیں ہر زمانہ میں اس مُہلک خباثت کی نشاندہی کی گئی جو انسانی امن و سکون کے لیے شدید طور پر ضرر رساں ہے اور اس میں مُبتلا ہونے سے روکا گیا +

دنیاداروں کی غلط خواہشات

یہ بات ہر شخص پر عیاں ہے کہ رحمتِ عالم ؐ اور دوسرے انبیائے کرام کی بعثت کا ایک اہم اور بُنیادی مقصد دُنیا سے مظالم اور فتنہ و فساد کا قلع قمع کرنا بھی تھا +

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ جو لوگ محض دُنیادار ہوتے ہیں۔ ان میں دو خواہشیں خصوصی طور پر پائی جاتی ہیں طلب اقتدار و برتری دوسرے مال و زر کی ہُوس، اور جب کسی کے مقاصد صرف یہی ہوں تو فتنہ و فساد برپا کرنے اور مخلوق خدا کے برباد کرنے میں اس کو کیا تامّل ہو سکتا ہے۔ البتہ کسی طبقہ میں تو یہ دونوں خواہشیں ساتھ ساتھ ہوتی ہیں جیسے حکمران طبقہ، کہ وہ اپنے اقتدار کے لیے مخلوق خدا کی خون ریزی سے نہیں بچتا اور ساتھ ہی مال و دولت کے جمع کرنے کے لیے عوام پر مختلف نام سے ٹیکس عائد کرتا ہے اور دادِ عیش دیتا ہے۔ اور کسی طبقہ میں ان دونوں خواہشوں میں سے صرف ایک ہوتی ہے مثلاً صرف اقتدار کی خواہش ہے۔ رؤساء اُمرا کہ اُن میں صرف اقتدار کی خواہش پائی جاتی ہے اور یہ اپنے اقتدار کے لیے نہ مظالم کرتے ہوئے گھبراتے ہیں اور نہ فتنہ و فساد کو ہوا دینے سے ڈرتے ہیں اور کبھی کسی طبقہ میں صرف مال و زر کا لالچ ہوتا ہے اور وہ اس کے حصول کے سلسلہ میں وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے انسانیت لرزہ براندام ہے۔ یہ ذلیل ترین گروہ چور، ڈاکو اور لٹیروں کا ہے +

فساد کی ممانعت

قرآن پاک نے ان تمام طبقات کو فتنہ و فساد سے شدت کے ساتھ روکنے کا حکم دیا ہے۔ کہیں مُفسدین گذشتہ کے نتائج و عواقب بیان کرکے اور کہیں صرف سرمایہ داری کی مذمت بیان کرکے، چنانچہ فرعون، ہامان اور قارون کا نام لے کر ان سب کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ فرعون جس نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا نعرہ بلند کیا تھا اور بنی اسرائیل پر بے پناہ مظالم ڈھائے تھے۔ دریائے نیل میں غرق کر دیا گیا مگر اس کی لاش عبرت کی غرض سے اب تک قاہرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظم ہے اور قارون زمین میں دھنسا دیا گیا اور اس کا خزانہ کوئی کام نہ آیا +

دُنیادار فسادی

یہ سارے دُنیادار فسادی ہیں۔ اُن کا آخرت پر یقین نہیں۔ یہ صرف دُنیا کی فلاح کے متمنی ہیں اور اس کی سزا سے گریزاں، نتیجہ معلوم ہے کہ سکون ڈھونڈے نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سب سے پہلے عقائد کی دُرستی پر زور دیتا ہے۔ خدا اور آخرت پر ایمان کی تاکید کرتا ہے اور دُنیا کے ساتھ بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ مرنے کے بعد کی زندگی کی اہمیت جتاتا ہے تاکہ جسم سے پہلے دلوں پر خدا کی حکمرانی اثر انداز ہو اور انسان فتنہ و فساد سے اپنے کو دُور رکھ کر ابدی زندگی کا حصہ دار بن سکے۔ اس زندگی پر کامل یقین کے بعد نہ تو اقتدار کا نشہ ان کو بدمست رکھ سکتا ہے اور نہ دولت کے جمع کرنے کی حرص ہی اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے +

حقوق العباد کی اہمیت

اللہ کے حقوق کی معافی تو ممکن ہے لیکن بندوں کی حق تلفی اُس وقت تک قابلِ معافی نہیں جب تک خود اس کا مالک معاف نہ کر دے اللہ کی راہ میں جان دینا کتنا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ اس کے اجر کے بارے میں مروی ہے کہ شہید کے پہلے قطرۂ خون کے ساتھ اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں لیکن ایسا گناہ جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ بخشا نہیں جاتا +

اسلام نے مختلف انداز میں اپنے پیرو کو حقوق العباد کے کرنے کی تعلیم دی ہے اور کوتاہی سے روکا ہے +

◎

ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ قوی وہ نہیں، جو مقابل کو پچھاڑے بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

مرفوع حدیث میں ہے کہ قبیلہ مجاشع کا ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی قوم میں افضل نہیں ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر تم میں عقل ہے تو فضیلت بھی ہے، اگر خلق ہے تو مروّت بھی ہے، اگر مال ہے تو حسب بھی ہے اگر پرہیزگاری ہے تو دینداری بھی ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ مروّت کے بغیر دینداری نہیں ہوتی۔

مولانا احمد اللہؒ

تحریکِ آزادی کا ایک جرنیل!

محمد ثانی حسنی

پٹنہ میں احمد بخش نامی ایک رئیس زادے تھے، ناز و نعم میں پلے اور دنیاوی وجاہت کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیا۔ خاندانی لحاظ سے بڑے بلند تھے، ہر خاص و عام ان کی عزت کرتا۔ سیّد احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد جب ہندوستان میں پھیلی تو یہ احمد بخش بھی اپنے خاندان کے بزرگوں کے ساتھ تحریکِ جہاد میں شریک ہو گئے۔ سیّد صاحب نے احمد بخش نام بدل کر احمد اللہ رکھ دیا۔ تمام علوم دینیہ میں تکمیل کی۔ اور مولانا ولایت علی عظیم آبادی سے حدیث کی سند حاصل کی۔ بڑے منتظم، صاحب تدبیر اور با رسوخ و سر بر آوردہ شخصیت کے مالک تھے۔ وائسرائے کے دربار میں درجہ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ حکومت و رعایا کے قضیوں میں ان ہی کو ثالث و حکم بنایا جاتا لیکن سیّد صاحب کی تحریک نے

زندگی میں انقلاب

ان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ سوز و مستی اور جذب و شوق کوٹ کوٹ کر دل میں بھر دیا۔ وہ ایک سیماب کی مانند ہو گئے، جو حق کی بلندی کے لئے تڑپنے لگے، اس راہ میں ان کو اپنی کرسی، اپنی عزت و وجاہت، اپنے رسوخ کی بھی پرواہ نہ رہی۔ اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر سب کچھ لٹانے پر تیار ہو گئے، یا تو ان کا تعلق انگریز حکام سے تھا اور ان کے درباری بنے ہوئے تھے — یا ایسا ہوا کہ مجاہدین سے تعلق پیدا ہو گیا۔ تحریک کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

حکومت کی نگاہیں پھریں، دوست کو دشمن پایا اور عزیز کو بے گانہ۔ خاندان تو پہلے ہی آنکھوں میں کھٹکتا تھا، بھائی مولانا یحییٰ علی پہلے ہی گرفتار کئے جا چکے تھے۔ لیکن مولانا احمد اللہ پر حکومت ہاتھ ڈالتے ہوئے ہچکچاتی تھی، ان کا ایک مقام تھا اور عوام و خواص میں ایک بڑا رسوخ حاصل تھا۔ لیکن یہ رسوخ عزت و قربت کا، یہ مقام اعلاء حق کے درمیان حائل نہ ہو سکا۔ یہ مرد مجاہد اٹھا اور ببانگ دہل کفر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا حکومت کب تک برداشت کرتی، خاندان کے گھروں کی تلاشیاں ہونے لگیں۔ اور طرح طرح دھمکیاں دی جانے لگیں آخرکار سازش کا الزام لگا۔ اور ۱۸۶۴ء میں گرفتار کر لئے گئے، گرفتاری کے بعد مولانا کا مقدمہ دو اجلاسوں میں پیش ہوا اور دونوں اجلاسوں سے سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ لیکن کلکتہ کے ہائی کورٹ میں اپیل کرنے سے سزائے موت، حبسِ دوام سے بدل گئی + پیروں میں بیڑیاں پڑیاں، اور جزیرہ انڈمان کو روانہ ہوئے عزت و وقار نے جو، اب تک سر کا تاج بنے ہوئے تھے، پیر کو تھامنا چاہا مگر اس مرد مجاہد نے ماضی کی عزت و وجاہت، کرسی حکومت، درباداری اور وقار و دولت سے آنکھیں پھیر لیں۔ اور آخرت کی سرخروئی کو دنیا کی جھوٹی عزت پر ترجیح دی +

جسم قید تھا مگر دل آزاد

آپ جزیرہ انڈمان پہنچے جسم تو قید تھا، لیکن دل آزاد، روح کو ایسی مسرت حاصل تھی، کہ دنیادار کو دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اور وجاہت پر بھی ایسی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی، عزت و وقار نے پھر آگے بڑھ کر قدم چومے، مگر آپ ان وقتی عزتوں سے بیزار ہو چکے تھے، اور صرف رب کی خوشنودی کے خواہاں تھے اور اسی سے لو لگاتے تھے، قید و بند کی سختیاں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ آپ کمزور ہوتے گئے اور کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت ہوئی، عمر تقریباً اسی سال کی ہو گئی، تو آپ نے درخواست کی کہ مولوی محمد یقین صاحب جو آپ کے صاحبزادے تھے ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، مگر صرف اس سبب سے یہ درخواست رد کر دی گئی کہ آپ وہابی ہیں، اور کسی وہابی کے ساتھ رعایت کی گنجائش نہیں +

مولانا انڈمان اٹھارہ برس رہے، اور مسلسل غربت و مسکنت کے عالم میں یہ زمانہ گزارا۔ آخر دم تک کسی کو خدمت کرنے کی اجازت نہ ملی، جب اٹھنے بیٹھنے سے بھی مجبور ہو گئے اور بیماری نے اپنے شکنجے میں لے لیا تو ان کے بھانجے عبدالرحیم صادق پوری صاحب کو بڑی ردّ و قدح اور بڑی مشکل سے ان سے ملنے اور خدمت کرنے کی اجازت ملی۔ وہ خدمت میں حاضر ہوئے مگر پہنچ کر دیکھا کہ مردِ مجاہد کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے +

۲۱ر نومبر ۱۸۸۱ء کی شب تھی کہ انتقال کا واقعہ پیش آیا۔ انتقال کے وقت عبدالواحد نامی ایک ملازم موجود تھا۔ انتقال کے بعد بھی انگریزوں کی دشمنی کم نہ ہوئی، اور بے جان لاش سے بھی انتقام پر تلے رہے، کسی ایسے قبرستان میں دفنانے کی اجازت نہ ملی، جہاں کوئی عزیز دفن ہو۔ آمد و رفت کی آسانی ہو، دور دراز اور وحشتناک علاقہ میں دفن کرنے کا حکم ہوا، اور جگہ بھی متعین کر دی گئی۔ "ڈنڈاس پیٹ" جزیرہ انڈمان سے دور ایک بڑا وحشت ناک اور ڈراؤنا مقام تھا۔ وہ ایک ٹاپو تھا، ایک طرف آسمان سے باتیں کرنے والے درخت، دوسری طرف سمندر کی شور کرنے والی موجیں، جو پہاڑوں کی مانند اٹھتیں اور ٹاپو سے ٹکراتی تھیں۔ نیز ہواؤں کے جھکڑ اور درختوں کے ہلنے اور ٹکرانے کی آوازیں کہ انسان کی روح کانپ جاتی +

آئیے اس مرد مجاہد کی آخری زیارت گاہ کا منظر مولانا عبدالرحیم صاحب صادق پوری کے الفاظ میں سنئے۔ تذکرہ صادقہ میں ذکر ہے کہ:

"ہم لوگ غسل و کفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر ایک چھوٹی سی کشتی میں "ڈنڈاس پیٹ" گئے۔ اور وہاں سمندر کے کنارے ایک ٹیلے پر آپ کو دفن کیا۔ وہ ٹاپو عجیب وحشتناک نظر آیا۔ ایک طرف تو جنگلی درخت جو آسمان سے باتیں کرتے ہیں، اور دوسری طرف سمندر کی موجیں مانند پہاڑ آکر جزیرہ کو تھپیڑے لگا رہی ہیں۔ ایک طرف تو جنگل کی ہوا خوب زور دار شائیں شائیں کر رہی ہے۔ اور دوسری طرف امواج سمندر شور و غل مچا رہے ہیں گویا شور محشر بپا ہے" ایسی حالت میں ہم لوگ ایسے در یتیم کو ایسے لعل شب چراغ کو ایسے یاقوت احمر کو اپنے ہاتھوں مٹی میں دبا کر آہ سرد بھرتے ہوئے چشم گریاں و دل بریاں وہاں سے اپنی جگہوں پر واپس آئے"

اُن کے متعلق مولانا عبدالرحیم صاحب کتنے حسرت بھرے الفاظ میں فرماتے ہیں

"اے حضرات ناظرین اپنے کانوں سے پنبۂ غفلت دُور کر کے، اور اپنی آنکھوں سے غشاوۂ بے ہوشی کو اٹھا کر ذرا ہوش سنبھال کر اس سانحہ کو دیکھو، کہ آپ کہاں پیدا ہوئے، اور کس ناز و نعم میں پلے اور پرورش پائی اور پھر کس ثروت و نام و نشان کے ساتھ ایک بہت بڑا حصہ اپنی عمر کا آپ نے طے کیا۔ اور پھر آخر میں بہ شوق دار الآخرت آپ سب کو خیر باد کہہ کر کس تنہائی، غربت و کربت کی حالت میں واصل بحق ہوئے"

درسِ قرآن

از: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی
:- مرتبہ: محمد عثمان غنی :-

شعائر اللہ کی تعظیم

میرے بھائیو! یہ چھوٹی چھوٹی عبادتیں ہی ہم جیسے گنہگاروں کے لیے نجات اور مغفرت کا ذریعہ ہو سکتی ہیں۔ وہ عبادات جن کو دُنیا میں عظیم عبادت سمجھا جائے یا دیکھنے والا اُس کو بڑی عبادت سمجھے وہ ہم جیسے نا اہلوں سے کیسے ہو سکتی ہیں؟ ہم ناتوان ہیں، گنہگار ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی عبادات، کبھی درسِ قرآن سُن لیا، کبھی قرآن پڑھ لیا، کبھی نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھ لیا، کبھی درسِ قرآن سُن لیا، کبھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پڑا، یہ چھوٹے چھوٹے ہمارے جو اعمال ہیں، ان کے اللہ تعالیٰ کریں گے اتنے نمبر مل جائیں گے کہ ہم قیامت کے امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اللہ مجھے آپ کو کامیاب فرمائے +

علامہ ابنِ دقیق العید، جن کے متعلق میں پہلے کسی درس میں کہہ چکا ہوں مصر کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں صاحب رُوح بھی تھے اور صاحب علم و قلم اور صاحبِ السیف بھی تھے انہوں نے اپنے کسی دوست کی وفات کے بعد جو اُن کو خواب میں دیکھا تو اُنہوں نے سانحہ یہ بھی کہا کہ اللہ نے مجھے تو نجات بخشی سُورتِ کہف کی تلاوت سے اور میرے پڑوس میں ایک عورت دفن ہے اُس کی بھی اللہ تعالیٰ نے نجات فرما دی، مگر اُس کے عملوں میں سے صرف ایک عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آیا کہ وہ اَن پڑھ قسم کی عورت ہے لیکن اُس نے زندگی میں یہ کیا کہ جب کبھی اذان ہوتی تھی تو اذان کو سُن کر وہ اذان کے احترام میں کھڑی ہو جاتی تھی، تو اللہ تعالیٰ کو اُس کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے اُس کو بخش دیا ہے +

اب اذان کے لیے کھڑا ہونا، میں نے تو کہیں نہیں دیکھا، البتہ بعد حدیثوں میں آتا ہے اور ویسے فقہاء نے بھی لکھا ہے کہ اذان ہو تو اذان کے وقت سارے کام چھوڑ دیں قُولُوا كَمَا قَالَ الْمُؤَذِّن، جس طرح مؤذن کہتا ہے اُسی طرح تم بھی کہو۔ یہ ہے اجابتِ اذان قولی، اور فعلی یہ ہے کہ اذان کے ختم ہو جانے کے بعد اپنے قدم مسجد کی طرف اٹھاؤ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ط کا عملی ثبوت تم دو۔ لیکن یہ کہ اذان ہوتی ہو اور کھڑا ہو جائے۔ جہاں تک میرا حقیر سا مطالعہ ہے میں نے تو کہیں نہیں دیکھا، لیکن اُس عورت نے اس کو بھی اپنے لیے ایک عبادت سمجھا اور اُس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ چونکہ اللہ کا نام لیا جا رہا ہے مجھے چاہیے کہ میں اپنی رفتار کو بند کر دوں اور کھڑی ہو کر احتراماً سُن لوں، تو اللہ تعالیٰ کو اُس کی یہ ادا پسند آ گئی۔ تو اللہ نے اُس کو معاف کر دیا، اللہ نے اُس کو بخش دیا، کیونکہ میرے بزرگو! درحقیقت عبادت کا جو مفہوم ہے یعنی رُوحِ عبادت، وہ ہے تعظیم، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج ۳۲) جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے یہ دل کا تقویٰ ہے۔

تقوے کی تین قسمیں ہیں۔ ایک ہے تقوٰے زبان کا، ایک ہے تقویٰ اعمال کا، ایک ہے تقویٰ دل کا۔ تقویٰ زبان کا، زبان سے وہ بات کہو جو صحیح بات ہے، سچی بات ہے، اللہ کو پسند ہے، یہ ہے زبان کا تقویٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۵ اور دوسرا ہے اعمال کا تقویٰ، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، یہ اعمال کے تقوے ہیں، لیکن میرے بزرگو! ایک ہے تقویٰ دل کا، دل پرہیزگار ہو جائے، دل میں تقویٰ پیدا ہو جائے، دل اللہ کی خشیت سے لبریز ہو جائے، دل میں اللہ کے دین کی محبت پیدا ہو جائے، اس کے متعلق بھی قرآن نے نشاندہی فرمائی وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۵ جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے تو یہ شعائر اللہ کی تعظیم کیا ہے؟ مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۵ دل کا تقویٰ ہے۔

تو اذان بھی مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ہے نا،

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

بامقصد تجارت

کئی سالوں کی سوچ بچار کے بعد تقریباً پونے چار سال قبل حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ، حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جیسے اکابر کی دعاؤں کے ساتھ انہی کی سرپرستی میں توکلاً علی اللہ مکتبہ رشیدیہ کا لاہور میں اجراء ہوا اور حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کا تذکرہ شائع کرکے دینی کتب کی نشر و اشاعت کے مبارک کام کا آغاز کیا گیا، اور الحمد للہ آج تک اس قلیل مدت میں النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ایڈیشن تذکرہ مولانا محمد یوسفؒ ایک ایڈیشن ختم دوسرا زیر طباعت آثار القرآن ایک ایڈیشن نصیحت نامہ تین ایڈیشن تذکرہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ ایک ایڈیشن بیس بڑے مسلمان ہزار صفحات سے زائد پہلا ایڈیشن ۶ ماہ کی قلیل مدت میں ختم ہو کر اب دوسرا ایڈیشن بھی کافی نکل چکا ہے، اس کے مرتب و شائع کرنے پر ادارہ کو فخر ہے اور اس فخر و سعادت میں پوری جماعت شریک ہے، الحمد للہ کہ اتنی عظیم و ضخیم سوانح کا شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ بکنا ان حضرات کی کرامت ہے جن کا اس میں ذکر ہے ——— تفسیر عربی روح المعانی مشتمل بر ۱۳۴۴ صفحات جو سولہ جلدوں میں مکمل ہوگی اور اس کی چار جلدیں چھپ چکی اور پانچویں تیار ہے، الحمد للہ کہ چار صد روپے کے ہدیہ کی اس عظیم تفسیر کے ساڑھے چار صد خریدار بن چکے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے اتنی بڑی کتاب کی اشاعت کا حوصلہ پاکستان میں اولاً صرف مکتبہ رشیدیہ نے کیا، ہمارے اس بلند پائی نے کئی دوسرے اداروں کو بھی عزم و ثبات کا موقعہ فراہم کیا (والفضل للمتقدم) اور اس کے ساتھ ادارہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی کتاب لمعات التنقیح عربی شرح مشکوٰۃ المصابیح بھی مہیا کر رہا ہے جو ساڑھے تین صد سال سے مخطوطہ کی شکل میں تھی۔ اور اب کئی دوسری نوادرات اور علمی کتب کی اشاعت کا منصوبہ زیر تکمیل ہے جس کا افشاء فی الحال مناسب نہیں، بروقت کر دیا جائے گا ——— پونے چار سال میں محض اللہ کے فضل و کرم سے اتنا کچھ کرنے اور آئندہ کے وسیع اشاعتی پروگرام کے پیش نظر ہمارا خیال ہے کہ اس کام کو ذاتی سطح پر رکھنے کی بجائے جماعتی سطح پر استوار کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات بھی اس کے دینی اور دنیوی فائدے اور منافع میں شریک ہو سکیں، خصوصاً ایسے احباب جو کمی وسائل اور عدم تجربہ کی بنا پر تنہا کوئی تجارتی کام نہیں کر سکتے وہ ترقی پذیر ادارے میں حصہ دار بن کر "ہم خرما و ہم ثواب" نفع بھی کمائیں اور دینی کتب کی اشاعت میں شریک ہو کر ثواب بھی حاصل کریں اور اس طرح باہمی تعاون و اعتماد سے بامقصد تجارت کو فروغ دیا جائے۔ شرکت کی تفاصیل و شرائط مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ حصے داری	ایک حصہ کم از کم سو روپے کا ہوگا، زیادہ حصے ڈالنے پر کوئی پابندی نہیں، اپنے نام یا اولاد بہن بھائی کسی کے نام پر بھی حصہ ڈالا جا سکتا ہے
۲۔ نفع کی تقسیم	مشترکہ اجراء کار (یکم ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ) کے بعد جتنی کتب شائع ہوں گی ان کی مطبوعہ قیمت سے (کمیشن تاجرانہ) چالیس فیصد اور ضروری اخراجات مکتبہ و لاگت کتب کے بعد بچت متصور ہوگی جو پچاس فیصد کی شرح سے تمام حصہ داروں پر سال بہ سال تقسیم ہوا کرے گی۔
پالیسی	مسلک اہل سنت اور سلف صالحین کے خلاف کوئی کتاب شائع نہیں کی جائے گی اور اس بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مجموعی مشرب و مذاق کو مدنظر رکھا جائے گا۔
اصول کار	مکتبہ کے ناظم عبد الرشید ارشد ہوں گے جو مجلس منتظمہ کی رائے سے پورے کام کی نگرانی کریں گے لیکن ہر حصے دار ایک ہفتے کی تحریری اطلاع سے حساب اچیک کر سکے گا۔ ایک ماہ کے نوٹس پر حصہ معہ نفع واپس ہو سکے گا، لیکن ایک سال کی مدت سے قبل یہ عمل جاری نہیں ہوگا۔
مجلس منتظمہ	عبد الرشید ارشد، مولانا حبیب اللہ ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال، مولانا حافظ شاہ محمد مظاہری اکاؤنٹنٹ و آڈیٹر جامعہ رشیدیہ ساہیوال، حکیم حافظ محمد اسلم جالندھری، مولانا حافظ مقبول احمد نائب مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال پر مشتمل ہوگی جو جملہ کاروبار کے انتظام و انصرام کی نگران اور ذمہ دار ہوگی

——— حصہ بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ ہے۔ تاہم حصص کی مقررہ تعداد پوری ہونے کے بعد کوئی رقم قبول نہیں کی جائے گی۔

بقیہ: درسِ قرآن

اذان بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے، حدیثوں میں آتا ہے، سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی سریے کو، کسی گروہ کو، کسی پارٹی کو، کسی شہر پر، کسی علاقے پر بھیجتے تھے حملے کے لیے تو فرمایا کرتے تھے کہ تم رات کو شبخون نہ مارنا، رات کو وہاں پڑاؤ کرنا اگر صبح اُس بستی سے اذان کی آواز آ جائے تو واپس آ جانا، معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر کوئی اللہ کا نام لینے والے ہیں اور تم غلطی سے اُن کو کہیں قتل نہ کر ڈالو۔ معلوم ہوتا ہے اذان بھی مِن شعائر اللہ ہے۔ تو اذان کو سن کر کھڑا ہو جانا، اگرچہ جہاں تک میں نے عرض کیا میرا حقیر سا مطالعہ ہے، میں نے کہیں نہیں دیکھا مگر اُس عورت نے اپنی طرف سے اِس کو ایک عبادت سمجھا تھا، اللہ تعالیٰ کو اُس کی یہ ادا پسند آئی تو رب العالمین نے اُس کے قصوروں کو معاف فرما دیا۔

تو بات یہ ہے کہ میرے آپ کے یہ جو چھوٹے چھوٹے عمل ہیں، اللہ تعالیٰ اگر ان کو قبول فرما لیں، اُمید تو ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال کو ضائع نہیں فرماتے، اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال کو برباد نہیں کرتے بلکہ ہر عمل پر اللہ تعالیٰ جزاء دیتے ہیں، وہ عمل خیر کا ہو، اللہ ہم سب سے خیر کے عمل کرائے، خواہ وہ عمل شر کا ہو، اللہ ہمیں شر کے اعمال سے بچائے۔ تو آپ کا میرا اس محفل میں جمع ہو جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت، اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نوازش اور اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی مہربانی ہے، اس کا بے انتہا شکر ہے کہ ہم جیسے کمزوروں کو اپنی رحمت کے ساتھ یہاں جمع فرما دیتا ہے۔ اب پانچ سال ہونے کو ہی ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مہینے کے آخری اتوار میں ہمیں اس جگہ جمع فرما دیتے ہیں، اللہ صاحبِ خانہ کو اور ان سب احباب کو اس سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، اللہ میری آپ کی اس تھوڑی محنت کو، جو اُسی کی توفیق پر ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی قبول فرمائے۔

گزشتہ درس میں میرے بزرگو! میں نے سورتِ کہف کی پہلی آیت پڑھی تھی۔ آج بھی وہی آیت پڑھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے اس سورتِ مقدسہ میں اُس کتاب کی عظمت کو بیان فرمایا جو کتاب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمائی۔ پہلی سورت بنی اسرائیل میں اُس ذاتِ بابرکات کی عظمت کو بیان فرمایا تھا جس پر کتاب نازل کی گئی۔ کتاب نازل ہوئی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ تو سورت بنی اسرائیل یا سورت اسراء میں حضورؐ کی عظمت کا کچھ حصہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ اور سورت کہف میں میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ نے اس کتابِ مجید کی عظمت کو بیان فرمایا۔ اور سب سے پہلے ہی ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ صرف اس ایک کتاب میں میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ نے بہت سے مسائل بیان فرما دیئے،

(باقی آئندہ)

بقیہ: مجلسِ ذکر

کم کی ہے۔ لیکن کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہمارے یہ گناہ معاف کر دیئے؟ اگر نہیں معاف کیے تو پھر ان کو بھولنا کیونکر مناسب ہے؟ اور کتنی بھی بڑی نیکیاں کی ہیں تو کیا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی ہیں؟ اور نجات ہو جائے گی؟ اگر اس بات پر یقین نہیں ہے تو پھر نیکیوں پہ اترانا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے؟ بار بار حج کر کے آئیں، اللہ تعالیٰ کے نام پر کتنا بھی دینے کی توفیق ہو، تہجد پڑھنے کی توفیق ہو، تلاوتِ قرآن کی توفیق ہو، ہر کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق ہو لیکن باوجود اس کے نگاہ میں نہ رکھنا کہ ہم نے اتنا بڑا کام کیا۔ میں اتنا بڑا نیک ہوں، میں اتنا بڑا سخی ہوں، میں اتنا پرہیزگار ہوں۔ نہیں بلکہ یہ سمجھے کہ میں ایک گنہگار ہوں۔

یہ تین گزارشات تھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ان کو یاد رکھنے کی اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درس قرآن

جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان ۲۵ اپریل بروز اتوار صبح ۹ بجے مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام بالمقابل شاہ محمد غوث بیرون دہلی گیٹ لاہور میں درس قرآن دیں گے۔ (ناظم دفتر)

کتابوں پر تبصرہ

نام کتاب : مشہور تاریخی واقعات
مرتب : سید نصیر احمد جامعی
ناشر : بیگم ہمایوں ٹرسٹ رجسٹرڈ لاہور
قیمت : چھ روپے

یہ کتاب بائیس مشہور تاریخی واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلامی دور کے بعض سبق آموز اور عبرتناک واقعات پیش کر کے ملت اسلامیہ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں مسلمانوں کا ہسپانیہ سے اخراج، پہلی خانہ جنگی، عباسیوں کا بنی امیہ سے انتقام، خانہ کعبہ پر سنگباری، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا دور ابتلاء، طرابلس میں اٹلی کے ہولناک مظالم، بغداد کی تباہی، برامکہ کا زوال، دلی کی بپتا، بالاکوٹ وغیرہ تاریخی واقعات نہایت دردناک اور رقت آمیز صورت میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس معلوماتی کتاب کا ہر گھر میں وجود ضروری ہے +

نام کتاب : تذکرہ اولیائے جھنگ
مصنف : بلال زبیری
پبلشر : جھنگ ادبی اکاڈمی جھنگ
قیمت : مجلد عام کاغذ چھ روپے
غیر مجلد پانچ روپے
سفید کاغذ آٹھ روپے

بلال زبیری صاحب ــــ جھنگ کے معروف صحافی اور جانی پہچانی علمی و سیاسی شخصیت ہیں۔ انہوں نے تحریک آزادیٔ وطن میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور ان کا قلم ملکی و ملی سربلندی کے لیے ہمیشہ وقف رہا ہے +

جھنگ کی مردم خیز اور عہد آفریں سرزمین اگرچہ علماء، صوفیاء اور اولیاء کا مرکز رہی ہے لیکن کچھ عرصہ سے یہ علاقہ جاگیرداروں اور بڑے بڑے زمینداروں کا سیاست خانہ اور ان کے سیاسی غلبہ و اقتدار کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ بلال زبیری نے تاریخی جھنگ کا آئینہ پیش کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مسلم دورِ اقتدار کی بعض شخصیات میں سے نواب سعد اللہ خاں کے نام سے بھی ایک کتاب شائع کی ہے۔ لیکن تذکرہ اولیاء جھنگ میں ان شخصیات کا ذکر کیا ہے جو اس علاقہ کے ہزاروں بندگان خدا کے روحانی پیشوا اور مرشد تھے۔ اولیاء جھنگ کا تعارف اور ان کے فیوض و برکات کا تذکرہ ایک اہم ملی خدمت ہے۔ لیکن اولیاء کی فہرست مرتب کرتے وقت بلال زبیری صاحب مقامی سیاسی مصلحتوں کے آگے سرخم دکھائی دیتے ہیں اور بعض ایسے افراد کو اولیاء کی صف میں لا کھڑا کیا ہے جو منصب ولایت تو کجا شرف انسانیت کی رفعت و بلندی پر بھی فائز نہ ہو سکے تھے۔ طبع ثالث میں نظر ثانی ضروری ہے +

مجموعی طور سے جھنگ ایسے بنجر اور پسماندہ علاقہ سے تذکرہ اولیاء جھنگ جیسی زرخیز کتاب کی اشاعت ایک گرانقدر خدمت اور تاریخی کارنامہ ہے۔ اس میں ضلع جھنگ کی مکمل تاریخ معلومات افزا پیرایے اور اچھوتے انداز میں پیش کی گئی۔ تاریخی امور سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے ایک معلوماتی ذخیرہ ہے اور اس کا مطالعہ ذہنی اور قلبی بالیدگی کے لیے بھی مفید ہوگا +

نام کتاب : تعلیم النسا (عکسی)
تصنیف : مولانا قاری شریف احمد صاحب ــــ خطیب جامع مسجد ریلوے سٹی اسٹیشن کراچی ۲
قیمت : اعلیٰ قسم ۳/۵۰ روپے ۔ ادنیٰ ۲/۵۰ روپے

عورتوں کی تعلیم کے لیے بہشتی زیور کے بعد تعلیم النساء ایک مفید اور معلوماتی کتاب ہے۔ مولانا قاری شریف احمد صاحب تحسین و تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جدید تقاضوں اور نئی ضروریات کی تکمیل کرتے ہوئے عورتوں اور بچیوں کے لیے سلیس زبان میں اسلامی کتاب شائع کی ہے جس میں وضو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام مسائل کے علاوہ عورتوں کے مخصوص مسائل پوری تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں +

جو لوگ اپنی بچیوں اور عورتوں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہیں اور تہذیب مغرب سے ان کا دامن پاک رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ کتاب کی کتابت اور طباعت معیاری ہے +

بقیہ : مسواک

ورزش ہوتی ہے۔ دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ جس سے مسوڑھوں کو تقویت پہنچتی ہے۔ مسواک کو چبانے سے اس کا سرا برش کی مانند ریشے دار ہو جاتا ہے۔ یہ نرم و نازک ریشے مسوڑھوں اور دانتوں کی صفائی کے کام آتے ہیں۔ مسواک سے زبان کو بھی صاف کرتے ہیں۔ مسواک کرنے سے بلغم کا بھی اخراج ہو جاتا ہے۔

حضرت فضیل ابن عیاض

سچی توبہ کا ایک سبق آموز واقعہ

عبد الرؤف انجم عثمانی ۔ فورٹ کہ

آپ کی ابتدائی زندگی نہایت بھیانک تھی ۔ آپ ایک زبردست ڈاکو اور رہزن تھے ۔ رہزنی اور ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے خوف وہراس سے حضرت فضیلؒ کا بہت چرچا تھا لوگ خوف سے شاہراہوں پر زیادہ تر قافلوں کی صورت میں گزرتے تھے ۔ تاکہ حضرت فضیلؒ کے ہاتھوں لٹ نہ جائیں ۔ ایک دفعہ آپ ایک مکان کی دیوار پھلانگنا چاہتے تھے کہ کسی قاری کی آواز کانوں میں آئی جو کہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا ۔ حضرت فضیل نے جب یہ آیت سنی

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ :۔ کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کی یاد میں جھک جائیں ۔

یہ آیت مبارکہ سن کر حضرت فضیلؒ کے دل کی دنیا بدل گئی ۔ ان پُر اثر الفاظ نے ان کی جاہلانہ زندگی میں ایک ایسا غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا ۔ کہ آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی گناہوں کی زندگی سے تائب ہو گئے ۔ ابھی آپ توبہ ہی کر رہے تھے کہ تھوڑے فاصلہ پر آپ نے چند لوگوں کی آواز سنی جو ادھر سے گزرنا چاہتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں اس طرف سے نہیں جانا چاہیئے کیونکہ یہاں پر فضیلؒ کے ہاتھوں لٹ جانے کا ڈر ہے ۔ جب حضرت فضیلؒ نے یہ آواز سُنی تو اُن لوگوں کے پاس آئے جن کو حضرت فضیلؒ سے خطرہ تھا ۔ اور ان سے فرمایا ۔ کہ فضیل نے خدا کے حضور میں سچے دل سے توبہ کر لی ہے اس لیے آپ بلا خوف و خطر گزر جائیں اور فضیل میرا ہی نام ہے ۔ اور خدا نے میرے دل کی سیاہی کو نورِ ہدایت سے منور کر دیا ہے ۔ بعد میں یہی فضیل سرتاج اولیاء ہوئے ہیں ۔ کسی نے سچ کہا ہے ۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

یہی وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چور سے قطب بنے سچ ہے خدا کے کلام میں بڑا اثر ہے ۔ جب قرآن کی سمجھ آ گئی تو یہی عمل کی تحریک ہوتی ہے ۔ اور خداوند کریم ہدایت کی رہنمائی فرما دیتے ہیں ۔

پس ہم کو چاہیے کہ قرآن سمجھ کر پڑھا کریں اور گناہوں سے توبہ کریں پھر انشاء اللہ خدا کی رحمت شاملِ حال ہو جائے گی ۔ کیونکہ خدا کو سب سے زیادہ خوشی اُس وقت ہوتی ہے جب اس کا بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے اور خدا ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور پھر خدا اُسے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتا ہے ۔ کیونکہ اس کی رحمت بہت وسیع ہے ۔ قرآنِ کریم میں ہے :۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ۔

ترجمہ : میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان توبہ کرنے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں ـــ توبہ ایک صابن ہے ۔ جس طرح صابن لگانے سے کپڑے اُجلے نکھر آتے ہیں ، اسی طرح توبہ کرنے سے انسان بے گناہ اور پاک صاف ہو جاتا ہے ۔ ہمیں بھی خدا کے حضور میں توبہ کرتے رہنا چاہیے اور باوجود بار بار گناہ کے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہنا چاہیے ۔ فرمایا ـــ

این درگہِ ما درگہِ نا اُمیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مسواک

انسانی صحت کے لئے اس کی افادیت

زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قریشی ایم ۔ اے

مغرب کے طبی ماہرین اور سائنس دان بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ بعض امراض اور عوارض موجودہ تہذیب اور صنعتی معاشرہ کی پیداوار ہیں ۔ دانتوں کے امراض میں تو مغربی تہذیب سے ہی اضافہ ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی دانتوں کے امراض بھی عوام [illegible] کے لطف و کرم سے لذیذ [illegible] اور ناشتہ دار اشیاء کا کثرت سے استعمال اس کا اہم سبب ہے ۔ موجودہ دور میں زیادہ تر نرم غذاؤں سے کام و دہن کی تواضع کی جاتی ہے ۔ اس سے دانتوں کی ورزش نہیں ہوتی اور دانت مختلف عوارض کا شکار ہوتے ہیں ۔ مسواک کے استعمال میں کمی سے بھی دانتوں کے عوارض بڑھ جاتے ہیں ۔

جدید طبی تحقیق کے مطابق مسواک انسانی صحت کے لیے مفید ہے ۔ صبح نماز کے وقت سیر کے لیے نکلیں اور نیم ، کیکر وغیرہ کی ٹہنی توڑ کر مسواک کے طور پر استعمال کیا کریں ۔ ہر روز نئی مسواک ہونی چاہیے ۔ یہ درخت جراثیم کش ہیں ۔ نیم ، کیکر وغیرہ کی مسواک میں تیزابی رطوبت ہوتی ہے ۔ ان سے منہ کے اندرونی غدود سے پانی کی طرح پتلا لعاب دہن خارج ہوتا ہے ۔ اس سے منہ صاف ہوتا ہے اور غذا کے باریک ریزے جو دانتوں کی ریخوں میں ہوتے ہیں نکل جاتے ہیں ۔ مسواک کو چبانا چاہیے اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۶۵۲۵

منظور شدہ محکمہ تعلیم : (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۴۲۱۱/ ۶ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر T.B.C ۲۲۶-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۲۹۵/۹-۲۷-۷-۵۵۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۵۲۱۰-۴۰/G.M.۲ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک

پاکستان میں

سالانہ ہدیہ	۱۶/۰۰
ششماہی "	۸/۰۰
سہ ماہی "	۴/۰۰

انگلینڈ میں

بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ ہدیہ ۶۸/۰۰

بذریعہ بحری جہاز سالانہ ہدیہ ۳۶/۰۰

سعودی عرب

بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ ہدیہ ۴۸/۰۰

بذریعہ بحری جہاز سالانہ ہدیہ ۲۴/۰۰
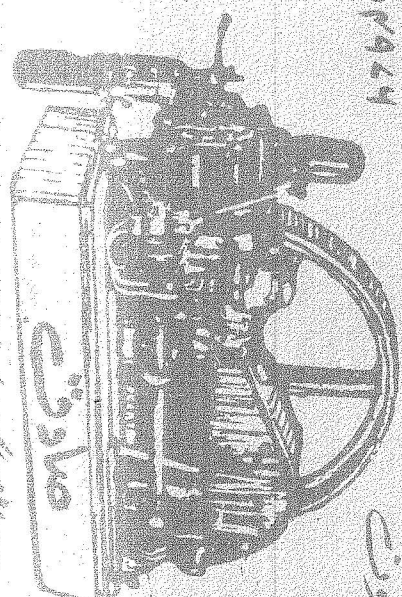
فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔